مطبوعات

JEWISH CONSPIRACY AND THE MUSLIM WORLD.

صہیونی سازش اور دنیائے اسلام

تالیف: جناب مصباح الاسلام فاروقی صاحب۔
ملنے کا پتہ:- ا-جی ۳/۶ ناظم آباد، کراچی۔
صفحات ۲۴۸ قیمت سات روپے، ۱۲ شلنگ یا تین ڈالر۔

صہیونی تحریک کے بارے میں مختلف کتب، اخبارات اور رسائل سے جو اطلاعات وقتاً فوقتاً حاصل ہوتی رہتی ہیں اُن سے اس کی ہر آن بڑھتی ہوئی قوت، اس کی زیر زمین سرگرمیوں اور پوری انسانیت اور خاص طور پر مسلمانوں کے خلاف اس کے ناپاک عزائم کا پتہ چلتا ہے لیکن یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس تحریک کا جس دیدہ وری کے ساتھ جناب مصباح الاسلام فاروقی صاحب نے تجزیہ پیش کیا ہے وہ ہر لحاظ سے قابلِ قدر ہے اور اس سلسلے میں وہ پوری دنیا کے انسانوں اور خاص طور پر پوری امتِ مسلمہ کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اس معلومات افزا کتاب میں بڑے ٹھوس اور وزنی دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ صہیونی تحریک اپنے سامنے کتنے خطرناک مقاصد رکھتی ہے اور وہ دنیائے اسلام کو کس طرح تہ و بالا کرنے کے خواب دیکھ رہی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ کیا کیا ذرائع استعمال کر رہی ہے مگر مسلمان اس ساری تشویشناک صورتِ حال سے کس قدر بے خبر ہیں۔

کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں مولانا عبدالعزیز صاحب نے یہودیوں کی اسلام کے خلاف سازش کا پس منظر بیان کیا ہے اور ان ریشہ دوانیوں کا ذکر کیا ہے جو یہودیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی تھیں۔

دوسرے باب میں مولانا ظفر احمد صاحب انصاری نے اُن سازشوں کا تذکرہ کیا ہے جو یہودی دورِ حاضر

میں دنیائے اسلام کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس باب میں انہوں نے بعض نہایت حیران کن معلومات فراہم کی ہیں۔ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ کس طرح دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں جو بظاہر اپنے آپ کو آزاد اور مختار کہتی ہیں، یہودیوں کے ہاتھ میں بے بس ہیں اور یہ انہیں جس طرح چاہتے ہیں آلۂ کار کے طور پر استعمال کرتے رہتے ہیں۔ یُوں تو یہ پوری بحث ہی بڑی مفید اور کار آمد ہے لیکن اس کا وہ حصّہ جس میں انہوں نے اسلامی تحریکات اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے خلاف یہودی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ذکر کیا ہے وہ نہایت ہی قابل قدر ہے۔ انہوں نے بڑی صراحت کے ساتھ بتایا ہے کہ عرب قوم پرستی کو کس طرح اور کن ناپاک مقاصد کے تحت تقویت پہنچائی جا رہی ہے اور اخوان المسلمین کی تباہی و بربادی میں صہیونیت کس حد تک ذمّہ دار ہے۔

تیسرے باب میں صہیونی تحریک کے بارے میں مختصر معلومات چھوٹے چھوٹے مضامین کی صورت میں جمع کی گئی ہیں۔ مثلاً صہیونی، صہیونیت، پروٹوکول فری میسن مومنٹ اور امریکی اور انگریزی پریس کی یہود کے سامنے بے بسی۔ یہ سارے مضامین ہی اچھے ہیں، لیکن آخری دو مضامین یعنی فری میسن مومنٹ اور پریس پر یہودیوں کی عملداری خاص طور پر قابلِ قدر ہیں۔ اس میں فاضل مصنف نے بتایا ہے کہ کس طرح یہ فری میسن مومنٹ جو بظاہر ایک ادارۂ خدمتِ خلق ہے مختلف ممالک میں صہیونی اثرات کے نفوذ میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے اور کس طرح ایوننگ پوسٹ اور ٹائم جیسے جرائد صہیونی تحریک کے خلاف ایک لفظ بھی کہنے کی جراَت نہیں رکھتے۔

کتاب کا آخری باب اُن خفیہ دستاویزات پر مشتمل ہے جن سے صہیونی تحریک کے خوفناک رجحانات اور عزائم کا علم ہوتا ہے۔ انہیں پروٹوکول کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ذرا ان یہودیوں کے عزائم ملاحظہ ہوں۔

"ہم خفیہ طریقوں، زیرِ زمین سرگرمیوں اور سونے چاندی کی مدد سے جس پر ہمارا قبضہ ہے، پُوری دنیا میں معاشی بحران پیدا کر دیں گے۔"

"ہمارے لیے یہ لازم ہے کہ ہم ہر مذہب اور ہر دین کی بنیاد کو کھوکھلا کریں۔

صہیونیت سے باہر جن لوگوں نے بھی خدا کے بارے میں جو تصورات قائم کر رکھے ہیں انہیں مٹائیں اور ان کی جگہ مادّی احتیاجات اور ریاضی کے کلیوں کی عظمت اور محبت پیدا کریں۔

"اس وقت ہم دنیا کی ایک ناقابلِ تسخیر بین الاقوامی قوت ہیں کیونکہ اگر ہم پر ایک مملکت حملہ آور ہو تو بہت سے دوسرے ممالک ہماری معاونت اور محافظت کے لیے تیار ہونگے۔"

"دنیا کی قومیں ہم سے بے نیاز ہو کر آپس میں کوئی معمولی سے معمولی معاہدہ بھی نہیں کر سکتیں۔"

"ہم جیسی غیر مرئی قوت کو کون شکست دے سکتا ہے۔ ہماری یہ قوت کن عناصر پر مشتمل ہے؟ فری میسن اور اس طرح کی ہماری دوسری تحریکات پر۔ اس نوعیت کے "خدمتِ خلق" کے ادارے ہمارے عزائم کو لوگوں کی نظروں سے مستور رکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری قوت کے اصل مراکز لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں اور اس طرح ہماری سرگرمیاں دنیا کے لیے سربستہ راز ہی رہتی ہیں۔"

ہم اس کتاب کے مطالعہ کی پُر زور سفارش کرتے ہیں۔ فاضل مصنف نے چونکہ پوری امت کو اس عظیم خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے لکھا ہے اس لیے انہوں نے اس کتاب کی اشاعت اور اس کے ترجمے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمان اسے زیادہ سے زیادہ نہ صرف خود پڑھیں گے بلکہ اسے پھیلانے کی بھی کوشش کریں گے۔ کتاب کی زبان معیاری اور طباعت عمدہ ہے۔

ماہنامہ چراغِ راہ زیرِ ادارت: جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔ قیمت فی پرچہ: ۷۵ پیسے۔ سالانہ چندہ ۹ روپے۔

یہ معروف دینی ماہنامہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس نے اسلامی ادب اور مختلف سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل پر دینی اعتبار سے نہایت عمدہ مواد فراہم کیا ہے۔ اب

جنوری سے یہ ماہنامہ ادارۂ معارفِ اسلامی کے آرگن کی حیثیت سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے چار شمارے جو ہمارے سامنے آئے ہیں ان کا معیار بڑا بلند اور عمدہ ہے اور اسے دیکھ کر اس مجلے کے بارے میں بڑی روشن توقعات وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ فاضل مدیر کے ادارتی نوٹ بڑے فکر انگیز اور معلومات افزا ہوتے ہیں

ISLAMIC IDEOLOGY AND ITS IMPACT ON OUR TIMES

(اسلامی آئیڈیالوجی اور ہمارے عہد پر اُس کے اثرات)

تالیف: پروفیسر محمود بریلوی صاحب۔
شائع کردہ: پوسٹ بکس نمبر ۵۲۹۴ کراچی نمبر۲
صفحات: ۳۸۰ ۔ قیمت ۲۵ روپے

کتاب کے فاضل مصنف پروفیسر محمود بریلوی صاحب دنیائے اسلام میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اُن کی کئی ایک تصنیفات علمی حلقوں سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں اسلام کے نظریۂ حیات اور اس نظریہ کے اخلاقی، معاشرتی، تعلیمی، سیاسی، قانونی اور معاشی مضمرات بڑے اختصار مگر قرینے سے بیان کیے گئے ہیں۔ پھر اسی حصے میں رجعت پسندی اور تجدد پسندی کے درمیان توازن قائم کرنے کی تلقین بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس میں اسلام میں عورتوں کی حیثیت، اسلامی تہذیب، اسلام کے مغرب پر اثرات اور مغرب کے مسلمان ممالک پر اثرات کے متعلق بھی بعض اچھے مباحث ملتے ہیں۔ دوسرے حصے میں مسلم ممالک کا مختصر سا جائزہ بھی موجود ہے۔

پوری کتاب ایک گہرے جذبے اور خلوص کی آئینہ دار ہے۔ اس کے سارے مندرجات سے تو اتفاق نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ بات یقیناً بہت زیادہ حوصلہ افزا ہے کہ انگریزی میں لکھنے والے کسی مصنف کی کتاب متوازن ہو اور اس کا پلڑا تجدد پسندی کی طرف جھکا ہوا نہ ہو۔ فاضل مصنف نے مسلم قوم کے مسائل حل کرنے کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع اور ائمہ سلف کی تصریحات کو ضروری سمجھا ہے۔ پھر انہوں نے ملت اسلامی کے اندر قوم پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحانات کی بھی بڑی دیدہ وری سے نشاندہی کی ہے اور امت کو ان کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ مسلمان ممالک کے متعلق بڑی مفید اور مستند معلومات فراہم کرتا ہے۔

معیار طباعت عمدہ ہے البتہ اغلاط کی کثرت نے اسے کافی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ کتاب چونکہ تبلیغ کی غرض سے لکھی گئی ہے اس لیے اگر اس کی قیمت کم ہوتی تو یہ زیادہ مناسب تھا۔

تاریخ طبری حصہ اول | تالیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری۔ المتوفی ۳۱۰ھ۔ ترجمہ سید محمد ابراہیم صاحب ایم۔ اے ندوی؛ ترتیب و تبویب: جناب شبیر حسین قریشی ایم۔ اے۔ شائع کردہ: نفیس اکیڈیمی، کراچی صفحات ۵۴۴ قیمت مجلد ۱۶ روپے۔

علم تاریخ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصے میں واقعات کو جوں کا توں، اپنے ذاتی رجحان کو الگ رکھتے ہوئے قلمبند کیا جاتا ہے۔ دوسرے حصے میں واقعات کی مختلف کڑیوں کے درمیان ایک مقصدی ترتیب اور معنوی ربط تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پہلا حصہ تاریخ نگاری اور دوسرا فلسفۂ تاریخ کہلاتا ہے۔

ابو جعفر محمد ابن جریر طبری کی معروف کتاب تاریخ الامم والملوک، تاریخ کے پہلے حصے یعنی واقعات کے جمع کرنے میں امہات الکتب کا درجہ رکھتی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اسی فاضلانہ تصنیف کے جزو اول کا ترجمہ ہے۔ اس میں سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے متعلق واقعات کو بڑی محنت سے قلمبند کیا گیا ہے۔ کتاب کے مصنف چونکہ بلند پایہ محدث اور مفسر ہیں اس لیے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ ان کا ذہن اس غیر جانبداری کا آئینہ دار ہے جو اس کام کے لیے ضروری ہے۔ اگر کلام الٰہی اور قولِ رسول میں انسان اپنے ذاتی رجحانات کو داخل کرنا شروع کر دے تو ان کی صحت مخدوش ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے اپنا سارا زور قولِ رسول معلوم کرنے پر صرف کیا اور جو چیزیں حضور سے انہیں قابلِ اعتماد ذرائع سے ملیں انہیں جوں کا توں نقل کر دیا اور یہ کام دوسرے اہلِ علم پر چھوڑا کہ وہ ان کے مضمرات بیان کریں۔ ابن جریر کا یہی انداز ہمیں ان کی اس کتاب میں بھی ملتا ہے۔ انہوں نے روایات کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ان

پر جرح و تعدیل کا کام دوسرے اصحابِ علم کے لیے چھوڑ دیا ہے کہ وہ خود قوی اور ضعیف یا غلط و صحیح کے درمیان امتیاز کریں۔ چونکہ یہ تاریخ کی کتاب ہے، احادیث کی کتاب نہیں اس لیے واقعات کی چھان بین میں اور جن حضرات سے واقعات منقول ہیں اُن کے علمی اور اخلاقی مقام کو متشخص کرنے میں وہ احتیاط نہیں برتی گئی جو تدوینِ حدیث کے معاملے میں پیشِ نظر رکھی جاتی ہے۔ اس لیے اس کتاب میں بہت سی غیر مستند چیزیں بھی جمع ہو گئی ہیں جن کی اہلِ علم نے پُوری طرح نشاندہی کی ہے۔ اس خامی کے باوجود یہ کتاب مستند مانی جاتی ہے اور شاید ہی کوئی مؤرخ ایسا ہو جو اس سے بے نیاز ہو سکا ہو۔ کتاب کا معیارِ طباعت و کتابت عمدہ ہے۔

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | تالیف: پروفیسر سید نواب علی صاحب۔ شائع کردہ: مکتبۂ افکار، رالبسن روڈ، کراچی۔ صفحات ۴۵۸۔ قیمت بارہ روپے۔

مغربی قوموں نے مشرقی اقوام، خصوصاً مسلمانوں پر جب یلغار کی تو انہیں یہ محسوس ہُوا کہ اس قوم سے تیر و تفنگ کا چھین لینا، یا اسے معاشی طور پر برباد کر دینا اتنا مفید نہیں جتنا کہ اسے متاعِ ایمان سے محروم کر دینا ضروری ہے۔ چنانچہ اس محاذ پر پیش قدمی کرنے کے لیے مستشرقین کی ایک فوج آگے بڑھی اور انہوں نے حضور سرورِ کائنات اور قرآن مجید پر مسلسل اور پیہم حملے شروع کیے۔ بہت سے نامور اہلِ علم اسلام کے دفاع کے لیے آگے بڑھے۔ ان میں سر سید، امیر علی، مولوی چراغ علی، مولانا محمد علی جوہر، علامہ شبلی اور پروفیسر سید نواب علی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ سر سید کی علمی خدمات اپنی جگہ مگر یہ امرِ واقعہ ہے کہ وہ خود یورپ سے بڑے مرعوب تھے۔ پھر اُن کی دینی معلومات بھی اتنی ٹھوس نہ تھیں کہ وہ اس محاذ پر جم کر مقابلہ کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نیک نیتی کے باوجود کئی ایک مقامات پر ٹھوکریں کھائیں۔ امیر علی کا مطالعہ بڑا وسیع تھا اور وہ انگریزی زبان کے بڑے اونچے نثر نگار تھے لیکن اُن کے طرزِ استدلال میں بھی مرعوبیت کا رنگ پوری طرح جھلکتا ہے۔ علامہ شبلی بڑی ٹھوس قابلیت کے عالم تھے۔ انہوں نے مستشرقین کے اعتراضات کو سامنے رکھ کر

سیرتِ نبوی کی تدوین کا کام کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اُن کا یہ کام بڑا قابلِ قدر ہے اور سیرت نگاری میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب کے فاضل مصنّف پروفیسر نواب علی وہ صاحب علم ہستی ہیں جو علی گڑھ کی فضا میں پلنے کی وجہ سے سیرت نگاری میں نئے دور کے تقاضوں سے پوری طرح آشنا تھے۔ انہیں مستشرقین کی ریشہ دوانیوں کا اچھی طرح علم تھا علم تقابلِ ادیان اُن کا خاص موضوع تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسلامی علوم میں بھی کسی حد تک دسترس حاصل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ انہوں نے مستشرقین کے اعتراضات کو سامنے رکھ کر، سیرت کے اصل ماخذ کی بنیاد پر یہ کتاب تحریر فرمائی۔ علامہ شبلی کی سیرت النبی اور پروفیسر نواب علی کی سیرت رسول اللہ دونوں ایک ہی جذبہ کے تحت اور ایک ہی خاکہ کے مطابق مرتب کی گئی ہیں۔ ان دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ علامہ شبلیؒ نے سیرتِ رسول کو اس انداز سے لکھا ہے کہ مستشرقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا خود بخود ازالہ ہوتا ہے۔ پروفیسر نواب علی نے ان غلط فہمیوں کے براہِ راست جوابات دیئے ہیں۔

یہ کتاب پہلی بار ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی اور ہر طبقے میں مقبول ہوئی۔ مگر کچھ عرصے سے یہ مفید تصنیف نایاب تھی۔ مکتبہ افکار نے اسے دوبارہ طبع کیا ہے۔

اس کتاب کی خوبیوں کے باوجود ایک نمایاں خامی جو شروع سے آخر تک نظر آتی ہے یہ ہے کہ اس کے مصنف بھی مغربی افکار سے بڑے مرعوب ہیں اور وہ بعض اعتراضات سے اس قدر خائف ہیں کہ انہوں نے شریعت کے بعض اساسی تصورات تک میں رد و بدل کرنے سے گریز نہیں کیا۔ مثلاً جنات کے بارے میں اُن کے نقطۂ نظر کو کسی طرح بھی صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ یہی حال بعض دوسرے مباحث کا بھی ہے۔

اعتذار کاغذ کی گرانی نے ہمیں صفحات میں تخفیف کے باوجود قیمت فی پرچہ پچھتر پیسے کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ آئندہ حالات بہتر ہونے تک قیمت فی پرچہ یہی رہے گی۔ ایجنٹ صاحبان اور انفرادی خریدار نوٹ فرمالیں۔

(ادارہ)